معذور افراد کے بابت معاشرے کے منفی خیالات ورجحانات اور اسلامی تعلیمات

NEGATIVE THOUGHTS AND PRIORITIES OF SOCIETY REGARDING DISABLES AND ISLAMIC TEACHING

بلاول مگسی*
ڈاکٹر عبدالوحید میمن**

ABSTRACT
No person, human is useless in the universe. Every human is born to perform to accomplish his assignment. No person has any priority over the rest, but verily in the light of Allah almighty one is prestigious, who is most advanced in well-being and God-fearing. There is no space even value in the name of creed, caste, colour, blood, fame, physical stability and strength at all. Well, looking and keeping negative perceptions and bent of minds in view, are largely prohibited on the account of considering any of the human useless, fruitless, lessen even feeling them aloof and identical in society. In Islam there is no degradation for physical disability. Whereby, there is a great reward for being patient over physical disability for disables as well as their caretakers. Indeed, one is disable who despite possesses apparently physical strong physique even then never let to know essence of physique as blessings as well as an identification of Allah almighty and His Messenger (peace & blessings upon him). Disables are fundamental units not a burden on society. Islam has given special focus on disables even has emphasized on the protection of their rights. Islamic history is witness of such disables who have proven themselves religiously, socially and literary. They are also the assets of society, paying attention to them make them fruitful and progressive to religion as well as country.

KEYWORDS: negative thoughts, society, religion, rights, lawful earnings

* لیکچرار، بی ایس بی یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی اینڈ اسکل ڈیویلپمنٹ، خیرپور، سندھ bilawalmagsi10@gmaill.com
** لیکچرار، آئی بی اے کمیونٹی کالج، دادو، سندھ hafizawm555@gmail.com

تعارف

اللہ تعالی نے کائنات میں مختلف النوع مخلوقات کو پیدا کیا لیکن ان میں سے انسان کو فضیلت دی اور اس کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا، دنیا کو انسان کے لیے آزمائش کی آماجگاہ بنایا۔ کچھ کو نعمتیں دے کر تو کچھ کو مصائب وآلام میں گرفتار کرکے امتحان کی کسوٹی میں رکھا۔

مالک کائنات نے دنیا میں مختلف رنگ و نسل اور قد کاٹھ کے افراد تخلیق کیے لیکن بعض کو صحت و تندرستی کے ذریعے تو کسی کو بیماری اور معذوری کی صورت میں امتحان وآزمائش میں مبتلا کیا۔ شکل وصورت اور جسمانی طاقت کا تفاوت کوئی وجہ فرق نہیں، دین اسلام میں معزز و محترم وہی ہے جو متقی وپرہیز گار ہو، جیسے حدیث پاک میں ہے ان اللہ لاینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم۔ ترجمہ: "بیشک اللہ تعالی تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔"[1]

اسلام میں جسمانی معذوری مذموم نہیں بلکہ اس پر تو صبر کرنے پر اجر عظیم ہے اور احکام خداوندی بجالانے میں دقت اور تکلیف پر دگنا ثواب ہے، قابل مذمت تو وہ لوگ ہیں جو ظاہری اعضاء رکھنے کے باوجود اللہ کی قدرت وکمالات اور حضرت محمد ﷺ کے سچائی کے دلائل اور نبوت کی نشانیوں کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں لیکن وہ تصدیق نہیں کرتے۔ ایسے لوگ حق کا انکار کرنے کی وجہ سے کان رکھنے کے باوجود بہرے، آنکھیں ہونے کے باوجود اندھے اور زبان رکھنے کے باوجود گونگے ہیں، انہی لوگوں کو حقیقی معذور کہا جاتا ہے۔ قرآن میں ہے وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔[2] ترجمہ: "اور جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا بہرے اور گونگے ہیں، اندھیروں میں اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے سیدھے رستے ڈال دے۔" امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اندھا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تمام صنعتوں کو دیکھے لیکن انہیں پیدا کرنے والے خالق کی عظمت سے مدہوش نہ ہو اور اس کے جلال وجمال پر عاشق نہ ہو۔ ایسا بے عقل انسان حیوانوں کی طرح ہے جو فطرت کے عجائبات اور اپنے جسم میں غور وفکر نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اسے ضائع کر دے اور اس سے زیادہ علم نہ رکھے کہ جب بھوک لگے تو کھانا کھالیا، کسی پر غصہ آئے تو جھگڑا کر لیا۔"[3] لہٰذا حقیقی معذوری جسمانی معذوری نہیں، جسمانی معذوری تو ایک امتحان ہے جس میں قدرت کا دخل ہوتا ہے انسان کا کوئی قصور نہیں ہوتا لیکن ہمارے معاشرے میں جسمانی معذوری اور بیماری کی وجہ سے معذور لوگ الگ مخلوق ہی تصور کیے جاتے ہیں، ان کو زندگی کے معاملات میں پس پشت رکھا جاتا ہے، اسلامی

تعلیمات سے دوری کی وجہ سے لوگ ان کے متعلق مختلف منفی خیالات و رجحانات رکھتے ہیں اور یوں معذور افراد زندگی کی حقیقی خوشیوں سے لطف اندوز نہیں ہوپاتے اور معاشرے کی ترقی میں اپنا کردار بھی ادا نہیں کرپاتے۔ ذیل میں معاشرے میں پائے جانے والے معذوروں سے متعلق منفی خیالات ورجحانات کو اسلامی تعلیمات کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔

عدم توجہ

عام آدمی کے مقابلے میں بیمار اور معذور افراد خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں تاکہ ان کی معذوری ان کے اندر احساس کمتری اور عدم اعتمادی کا بیج نہ بوسکے اور ان کی ضروریات کی تکمیل ہوسکے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں معذور افراد کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور ان کی بنیادی ضروریات کی طرف بھی توجہ نہیں کی جاتی۔ انہیں وقت دینے میں اپنے وقت کا ضیاع سمجھا جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایسے افراد پر خصوصی توجہ اور ان کو وقت دیتے تھے ،ان سے ملنے جایا کرتے تھے، ان کے دل کو خوش کرنے کی کوشش کرتے،ان میں اعتماد اور حوصلہ پیدا کرتے، اوران کی خوشی کے لیے ان کی خواہشوں کو نہ صرف قبول فرماتے بلکہ ان کی پریشانیاں بھی دور فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی گلی میں چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کسی کام سے تشریف لے جارہے تھے۔ اچانک ایک خاتون نے آپ ﷺ کا راستہ روک لیا۔ وہ عورت پاگل تھی۔ اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ ”اے رسولِ خدا ﷺ! مجھے تنہائی میں آپ سے کچھ کہنا ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عورت! تم جس راہ پر چاہو مجھے لے چلو، میں تمھاری بات ضرور سنوں گا۔“ چنانچہ وہ عورت نبی کریم ﷺ کو کچھ دور لے گئی اور باتیں کرتی رہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم وہیں کھڑے دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد حضور اکرم ﷺ واپس تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ساتھ اپنی منزل کی سمت روانہ ہوگئے۔[4]

اسی طرح حضرت عتبان بن مالک بدری صحابی ہیں، آنکھ سے معذور ہیں، انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لائیں اور کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ وہ اس جگہ کو نماز کے لیے مختص کرلیں، آپ ﷺ نے ان کی خوشی کے لیے اس بات کو قبول فرمالیا اور ان کے گھر جاکر مطلوبہ جگہ پر نماز پڑھی۔[5]

معذور افراد کی صلاحیتیں اور ان میں ملک و قوم کی ترقی کا جذبہ اور کڑہن عام انسانوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ ان کی صرف یہی خواہش ہوتی ہے کہ حکومت اور عوام ان پر توجہ دے، ان سے تعاون کرے اور سہولیات سے

نوازے، تو عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ انہیں صحت مند اولاد سے زیادہ وقت اور توجہ کی ضرورت ہے تاکہ وہ معاشرے میں کسی کے محتاج نہ بنیں اور اپنے دین اور ملک کی ترقی کے لیے کوشاں رہیں۔

بوجھ اور کمتر سمجھنا

ہمارے معاشرے کا بڑا المیہ یہ ہے کہ معذور افراد کو معاشرے میں بوجھ سمجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے اور ان کو اپنی معذوری کے سبب دوسرے انسانوں سے کمتر سمجھا جاتا ہے اور احساس کمتری کی فضا قائم کر کے ان کو مایوسی کے عمیق گڑھے میں داخل کر دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں ایسے لوگ معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں اور ان کی زندگی گھر تک یا کسی راستے پر بھیک مانگتے مانگتے گذر جاتی ہے بالخصوص خواجہ سراؤں کو تو بعض لوگ کوئی اور ہی مخلوق سمجھتے ہیں ان کو شرم کے مارے لوگ اپنانے میں ہچکچاتے ہیں۔ ان کو حقارت، ذلت اور محض گھٹیا تفریح اور ہنسی مذاق کا سامان سمجھا جاتا ہے۔

بعض پس ماندہ گھرانوں میں اگر کوئی معذور بچہ پیدا ہو جائے، تو اہل خانہ اسے اپنے لیے مصیبت سمجھتے ہیں اور اسے اللہ کا کوئی عذاب یا کسی کی بد دعا کا نتیجہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ اور اس بچے کو منحوس اور بوجھ تصور کیا جاتا ہے۔ ایسے بچے اپنے دوسرے تندرست بہن بھائیوں کے مقابلے میں کمتر سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالی نے پوری کائنات کو پیدا کیا، طرح طرح کی مخلوقات سے عالم کو آراستہ کیا، یہ اسی کا ہی اختیار ہے کہ وہ کسی کو انسان, حیوان یا جانور پیدا کرے۔ کسی کو نر بنائے تو کسی کو مادہ۔ مخلوق کے اختیار میں کوئی چیز نہیں، جنس کا تعین، ہیت کا اختیار اور شکل و صورت کا مکمل یا نا مکمل ہونا سب قدرت کا اختیار ہے۔ انسان کے بس کی بات نہیں، ہر چیز اسی کی مرضی اور پوشیدہ مصلحتوں کے مطابق ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

حضرت سیدنا حذیفہ بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"ماں کے رحم میں چالیس راتوں تک نطفہ یونہی رہتا ہے، پھر اسے پیدا کرنے والا (یعنی اس کام پر مقرر) فرشتہ صورت دے دیتا ہے، پھر وہ فرشتہ عرض کرتا ہے:"یارب عزوجل! یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟" تو اللہ عزوجل اسے مذکّر یا مؤنّث بنا دیتا ہے، پھر فرشتہ عرض کرتا ہے:"یہ تندرست پیدا ہو گا یا معذور؟" تو اللہ عزوجل اسے تندرست یا معذور بنا دیتا ہے، فرشتہ پھر عرض کرتا ہے: اس کا رزق کتنا اور موت کا وقت کیا ہو گا؟ پھر اللہ عزوجل اسے شقی یا سعید بنا دیتا ہے۔"[6]

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جسمانی معذوری چاہے پیدائشی ہو یا حادثاتی, اس میں انسان کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ

قدرت کا قانون اور اس کی طرف سے امتحان ہے،۔ اللہ مؤمن کو تکالیف اور مصائب میں مبتلا کر کے آزماتا ہے، قرآن میں ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ[7]

ترجمہ: "اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے۔"

معذوری بھی درحقیقت اللہ کی طرف سے معذور اور ان سے وابستہ لوگوں کے لیے ایک آزمائش ہے جس پر صبر کرنے اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے میں بہت بڑا انعام ہے۔ اسی حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب ان لوگوں کو جو دنیا میں مبتلائے مصائب رہے، ان کے مصائب کے عوض جو اجر و ثواب دیا جائے گا تو وہ لوگ جو دنیا میں ہمیشہ آرام و سکون سے رہے، حسرت کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں قینچیوں سے کاٹی گئی ہوتیں اور ہم بھی ایسے ہی اجر و ثواب کے مستحق قرار پاتے۔[8]

جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بعض بندوں پر مصائب اور حوادث آتے رہتے ہیں۔ کبھی جان پر، کبھی مال پر اور کبھی اولاد پر، یہاں تک کہ مرنے کے بعد وہ اللہ کے حضور میں اس حال میں پہنچتے ہیں کہ ان کا ایک گناہ بھی باقی نہیں ہوتا۔[9]

اسلام نے معذوروں اور کمزوروں کے متعلق بوجھ ہونے کے تصور کو ختم کیا ہے اور ان لوگوں کی موجودگی کو رزق کی فراہمی کا سبب بنایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلایا ہے چنانچہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عن ابي الدرداء، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "ابغوني ضعفاءكم، فإنما ترزقون وتنصرون بضعفائكم"

ترجمہ "ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا مجھے اپنے ضعیفوں اور کمزوروں میں تلاش کرو، اس لیے کہ تم اپنے ضعیفوں اور کمزوروں کی وجہ سے رزق دیئے جاتے ہو اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔"[10]

گداگری کے لیے استعمال کرنا

فی زمانہ بھیک مانگنا (گداگری) ایک پیشے کی شکل اختیار کر چکا ہے، خود معذور اور معاشرہ دونوں معذوری کو بھیک مانگنے کا آلہ اور جواز سمجھتے ہیں۔ معذور یا غیر معذور افراد کی ایک خاص تعداد نے بھیک مانگنے کو اپنی عادت اور معاش کا ذریعہ بنالیا ہے۔ بعض تو حقیقتاً عاجز بن جاتے ہیں کہ وہ خود یا اپنی اولاد کو اندھا کر دیتے ہیں تا کہ لوگ معذور خیال

کر کے انہیں کچھ دیں اور بعض محض بناوٹی طور پر اپنے آپ کو اندھا، مفلوج، مجنون اور مختلف بیماریوں میں مبتلا ظاہر کر کے کہتے ہیں کہ انہیں قدرتی طور پر یہ چیزیں پہنچی ہیں اور وہ ایسا اس لیے کرتے ہیں تا کہ لوگ ترس کھا کر انہیں کچھ دیں اور کچھ صحت مند بچوں، عورتوں اور مردوں کو پیشہ وار بھکاریوں کے کئی منظم گروہ اِغوا کر کے اُن کے ہاتھ یا پاؤں وغیرہ کی توڑ پھوڑ کر کے اُن سے بھیک منگوانے جیسے ظالمانہ کام میں بھی ملوّث ہوتے ہیں حالانکہ بیشتر ممالک بشمول پاکستان میں بھیک مانگنا ایک غیر قانونی کام ہے اور شریعت میں بھی پیشہ ور بھکاریوں کو بھیک دینا گناہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سوالی جو ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہتا ہے قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہو گی۔[11]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ آگ کے انگارے مانگ رہا ہے۔ اب چاہے تو وہ کم کرے یا زیادہ اکٹھے کر لے۔[12]

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمزوروں اور غریبوں کی مالی مدد کرنے کے ساتھ انہیں خود رزق حلال کمانے کی ترغیب دی ہے تاکہ آئندہ وہ کسی کے محتاج نہ ہوں اور کسی سے مانگنے کی نوبت نہ آئے، اس طرح معاشرے میں سوال کرنے کی عادت کم ہو جائے گی، چنانچہ ابنِ ماجہ شریف میں ہے کہ ایک انصاری نے نبیِّ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ عرض کی: موجود ہے، ایک ٹاٹ ہے جس کا کچھ حصہ ہم بچھالیتے ہیں کچھ اوڑھ لیتے ہیں، اور ایک پیالہ جس میں پانی پیتے ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: دونوں چیزیں یہاں لے آؤ! انصاری نے حکم پر عمل کرتے ہوئے دونوں چیزیں حاضر کر دیں، رسولُ اللہ ﷺ نے اُنہیں اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: یہ کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کی: میں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دو یا تین بار فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ ایک صاحب بولے: میں دو درہم میں لیتا ہوں۔ دونوں چیزیں اُن کو دے دیں اور دو درہم لے کر انصاری کو دیئے اور فرمایا: ایک درہم کا غَلّہ (راشن) خرید کر گھر میں دے دو اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر یہاں لے آؤ! وہ حُضُورِ اَنْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس کلہاڑی لائے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے دستِ اقدس سے اُس میں دَستہ ڈالا پھر فرمایا: جاؤ! لکڑیاں کاٹو اور بیچو! اور اب میں تمہیں پندرہ دن تک نہ دیکھوں۔ پھر وہ انصاری لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے رہے۔ دوبارہ حاضر ہوئے تو دس درہم کما چکے تھے۔ مدینے کے تاجدار ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: چند درہم سے غَلّہ (راشن) خریدو اور کچھ کا کپڑا، پھر فرمایا: یہ اِس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمہارے منہ پر چھالا ہو کر آتا۔[13]

مراۃ المناجیح میں ہے:" حلال پیشہ خواہ کتنا ہی معمولی ہو بھیک مانگنے سے اَفضل ہے کہ اِس میں دنیا و آخرت میں عزت ہے۔ افسوس! آج بہت سے لوگ اِس تعلیم کو بھول گئے، مسلمانوں میں صدہا خاندان پیشہ وَر بھکاری ہیں۔"[14]

البتہ اگر کوئی دست دراز کرے تو ضروری تفصیلات معلوم کرنے کے بعد اگر آپ کا دل چاہے کہ یہ واقعی حقدار ہے تو اس کی مدد کرکے ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے، اور اگر آپ کا دل مطمئن نہ ہو تو نرمی سے انکار کر دیجئے، لیکن اُسے بلاثُبوتِ شرعی فراڈی یا ڈرامہ باز یا پیشہ وَر بھکاری قرار دینے سے بچئے۔ اور جتنا ہو سکے ایسے لوگوں کی کوئی کام کرنے اور حلال روزی کمانے پر مدد کریں۔ اور کسی کی مالی مدد کرنے کے حوالے سے گزارش ہے کہ اپنے اعزا و اقرباء اور اِردگرد کے سفید پوش لوگوں میں سے حاجت مَنْدوں کو تلاش کرکے انہی کو ترجیح دیں اور ان کی عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے حسبِ توفیق مُناسب انداز سے مدد کریں۔

معیاری اور مساوی تعلیم نہ دینا

معیاری تعلیم ہر عام بچے کی طرح معذور بچے کا بھی بنیادی حق ہے لیکن ہمارے معاشرے کا منفی رجحان یہ بھی ہے کہ ہم معذور افراد کی تعلیم و تربیت پر زیادہ توجہ نہیں دیتے، اکثر بچوں کے والدین انہیں سکولوں میں بھیجنے سے ہچکچاتے ہیں یا صرف رسمی تعلیم پر اکتفا کیا جاتا ہے اور یہ تصور پایا جاتا ہے کہ معذور کچھ نہیں کر سکتا اور ان پر وقت اور مال کا استعمال فضول ہے، کسی کے آگے محتاجی سے بچنے کے لیے بھی اور انہیں کسی فن یا ہنر کی تعلیم بھی نہیں دی جاتی، بعض والدین تو اپنے بچوں کو بوجھ اور کمتر سمجھ کر جان چھڑانے کے لیے صرف دینی مدارس اور جامعات میں داخل کرتے ہیں اور عصری علوم سے دور رکھتے ہیں شاید ان کی نظر میں دینی تعلیم کی کچھ اہمیت نہیں۔ حالانکہ دینی تعلیم کی بڑی اہمیت ہے اور یہ معذور اور صحتمند دونوں پر سیکھنا فرض ہے۔

"تربیت اولاد" کتاب میں ہے کہ "اپنی اولاد کو کامل مسلمان بنانے کے لیے زیورِ علمِ دین سے آراستہ کرنا بے حد ضروری ہے مگر آہ! آج دینی تعلیم کا رجحان نہ ہونے کے برابر ہے۔ اپنے ہونہار بچوں کو دنیاوی علوم و فنون تو خوب سکھائے جاتے ہیں مگر سنّتیں سکھانے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر بچہ ذرا ذہین ہو تو اس کے والدین کے دل میں اسے ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، کمپیوٹر پروگرامر بنانے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہے اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے اس کی دینی تربیت سے منہ موڑ کر مغربی تہذیب کے نمائندہ اداروں کے مخلوط ماحول میں تعلیم دلوانے میں کوئی عار محسوس نہیں کی جاتی بلکہ اسے "اعلیٰ تعلیم" کی خاطر کفار کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ اور اگر بچہ کند ذہن ہے یا شرارتی ہے یا معذور ہے تو جان چھڑانے کے لیے اسے کسی دارالعلوم یا جامعہ میں داخلہ دلا دیا جاتا ہے

۔ بظاہر اس کی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ والدین کی اکثریت کا مطمح نظر محض دنیاوی مال وجاہ ہوتی ہے، اُخروی مراتب کا حصول ان کے پیشِ نظر نہیں ہوتا۔ والدین کو چاہیے کہ پہلے اپنی اولاد کو ضروری دینی تعلیم دلوائیں اسے کم از کم نماز وروزہ کے مسائل، دیگر فرائض وواجبات، حلال وحرام، خرید وفروخت، اجارہ (یعنی اجرت پر خدمت لینے یا دینے) حقوق العباد وغیرہ کے احکام سکھا دیئے جائیں۔"[15]

شعب الایمان میں موجود حدیث پاک کے ایک جزو میں ہے کہ: وتھدی الاعمی وتسمع الاصم الابکم حتی یفقه۔۔۔ ترجمہ: نابینا کو راستہ دکھانا اور بہرے اور گونگے سے اس طرح بات کرنا کہ وہ سمجھ جائے صدقہ ہے۔[16]

علم دین کی برکات سے اپنے معذور بچوں کے علاوہ ذہین اور صحتمند اولاد کو بھی مستفید فرمائیں تاکہ معاشرے میں وہ اپنی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گذار سکیں اور ایمانداری سے ملک وملت کی فلاح وبہبود کے لیے ہمہ تن کوشش کر سکیں۔

مذاق اور ٹھٹھول کرنا

ہمارے معاشرے میں معذور افراد کی تضحیک کی جاتی ہے۔ معذور افراد کے جن اعضا میں نقص یا عیب ہو، اُن کی بنیاد پر اُن کے نام رکھ دئے جاتے ہیں، وہ اُن کی شناخت بنا دی جاتی ہے، معاشرے میں ان کو تنگ کیا جاتا ہے اور عجیب نظروں سے دیکھا جاتا ہے جیسے کہ اگر کوئی شخص لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کے لیے لنگڑے، ایک آنکھ سے محروم والے کو کانے، بھینگے، چھوٹے قد والے کو بونے، توتلا کر بولنے والے کے لیے توتلے اور ذہنی طور پر کمزور یا معذور شخص کو للّو اور سائیں بگلول جیسے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اسٹیج شو، ٹاک شو اور ڈراموں میں معذوری، قد، رنگ اور جسمانی اعضاء کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور سب اس سے محظوظ ہو رہے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ تو انہیں بے یار ومددگار سمجھ کر گالی گلوچ اور مار پیٹ پر بھی اتر آتے ہیں جو کہ سراسر انسانیت کی تذلیل ہے اور قہر خداوندی کو دعوت ہے۔ یہ خصوصی افراد جو پہلے ہی دکھوں اور پریشانیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سماجی غلط رویے کی وجہ سے وہ مزید ڈپریشن وتنہائی کا شکار ہو جاتے ہیں. اللہ پاک نے قرآن مجید میں کسی کا مذاق اڑانے سے منع کیا ہے، جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ.[17]

ترجمہ۔: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پیلو (مسواک کے درخت) پر مسواک توڑنے چڑھے اور وہ پتلی پنڈلیوں والے تھے تو ہوا انہیں ادھر ادھر جھکانے لگی، اس پر قوم (صحابہ) ہنسنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم لوگ کس لیے ہنس رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے نبی! ان کی پنڈلیوں کی باریکی کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ دونوں پنڈلیاں میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں۔[18]

اللہ تعالیٰ نے خصوصی افراد کو قرآن پاک میں بہت اچھے الفاظ سے مخاطب کیا۔ جیسے اولی الضرر، ضعفاء وغیرہ تو ہمیں بھی ان کو لنگڑے، اندھے اور لولے کہنے سے گریز کرنا چاہیے اور ان کو اچھے القابات سے یاد کرنا چاہیے۔

مذہبی معاملات و سماجی تعلقات کے قابل نہ سمجھنا

معذور لوگ ہمارے سہارے اور مدد کے محتاج ہوتے ہیں لیکن بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں لوگ معذور افراد کو معاشرے کا حصہ ہی نہیں سمجھتے، ان کو سماجی تعلقات و ذمہ داریوں سے دور رکھا جاتا ہے، شادی بیاہ و دیگر رسم ورواج کی ادائیگی میں ان کو مستثنیٰ سمجھا جاتا ہے۔ معذور لڑکا یا لڑکی قابلیت اور شادی کی صلاحیت رکھنے کے باوجود عوام کی تنگ نظری اور سماجی رکاوٹوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور یوں ان کی شادی نہیں ہو پاتی۔ نجی ادارے ان کو روزگار دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور سرکاری اداروں میں کوٹہ ہونے کے باوجود روزگار کے مسائل سے دوچار ہیں۔ لوگ ان کی مالی مدد، خدمت، اور عیادت کرنے سے جی چراتے ہیں انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی خدمت اور مدد کرنے پر بہت بڑا ثواب ہے

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہر اس دن میں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے آدمی پر ایک صدقہ ہے۔" عرض کیا گیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس مال کہاں ہے کہ ہم صدقہ کریں؟" ارشاد فرمایا، "بھلائی کے دروازے بہت زیادہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا، بہرے سے بلند آواز کے ساتھ گفتگو کرنا، اندھے کو راستہ بتانا اور حاجت مند کی مدد کرنا، یہ سب کچھ تمہاری طرف سے اپنی جان پر صدقہ ہیں۔"[19]

معذور افراد سیاست کی ہلچل سے بھی کوسوں دور ہیں، انہیں آگے بڑھنے اور ترقی کرنے پر ابھارا نہیں جاتا حالانکہ معذور افراد اگر قابل ہوں تو انہیں سماجی و سیاسی عہدے بھی دیے جائیں، اسلام کی تاریخ میں معذور افراد نے

ریاست مدینہ کی تعمیر و ترقی اور نظم حکومت میں اپنا کردار ادا کیا ہے جو جدید ترقی یافتہ اقوام کے لیے مشعل راہ ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نابینا صحابی تھے جن کا نام عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی عدم موجودگی میں انہیں کئی مرتبہ ریاست مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔[20]

منصب قضاۃ پر آپ ﷺ نے معذور صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو جنگ کے باعث دونوں بازوں سے معذور ہو گئے تھے ان کو فائز کیا۔[21]

اسی طرح جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا امیر بنا کر بھیجا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ ایک پاؤں سے معذور تھے۔[22]

مذہبی معاملات میں بھی معذور افراد کی امامت و قیادت کی اہلیت کے متعلق کچھ لوگوں کے اذہان میں شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں اور انہیں آگے کرنے سے کتراتے ہیں حالانکہ اسلام کی تاریخ ایسے کئی معذور افراد کی ان تھک محنت اور کوششوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اپنے دین کے لیے بڑی قربانیاں پیش کیں اور دینی و علمی دنیا میں اپنی مثالیں رقم کیں۔ مذہبی معاملات میں اپنے قبیلے اور قوم کی قیادت کی۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں باپ بیٹے میں جہاد میں شرکت کیلیے بحث ہوتی، ہر کوئی کہتا کہ میں شرکت کروں گا تم گھر پر رہو، حتی کہ معذور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم بھی راہِ خدا میں شہادت کیلیے بے قرار رہتے۔[23]

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو دونوں پاؤں سے معذور ہیں لیکن دلیری اور جرأت مندی کی تاریخ رقم کر گئے اور راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے چاروں شیروں جیسے بہادر بیٹوں کے ساتھ شہید ہو گئے۔[24]

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو انصاری، قبیلۂ سالم سے اور بدری صحابی ہیں۔ آپ کی پہلے آنکھیں کمزور تھی لیکن بعد میں نابینا ہو گئے آپ رضی اللہ عنہ مضافات مدینہ میں آباد ایک بستی میں رہتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسم کے دور میں اپنے قبیلے کے امام تھے۔[25] عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں، نابینا تھے، آپ مکہ میں حضرت بلال، سعد القرظ اور ابو محذورہ کے ساتھ مؤذن رسول تھے۔[26]

حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم آپ قرآن مجید کے حافظ اور مدینہ منورہ میں لوگوں کو قرات سکھاتے تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ (مدینہ طیبہ میں) سب سے پہلے اصحاب النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سے جو لوگ آئے وہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہما) تھے انہوں نے ہمیں قرآن پڑھانا شروع کیا پھر عمار، سعد اور بلال آئے پھر عمر بن خطاب بیس اصحاب علیہم الرضوان کے ہمراہ آئے پھر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔[27]

نتائج بحث

منفی سوچ یا ترجیحات اسلام میں منع ہے، معذور اور غیر معذور افراد دونوں معاشرے کا حصہ ہیں، کوئی کسی سے بالاتر نہیں، لوگوں کی جہالت، سماجی غلط رویے، ان کے متعلق مایوسی و ناامیدی اور طرح طرح کے منفی خیالات ور جحانات کی وجہ سے معذور افراد مختلف مسائل سے دوچار ہیں، صلاحیات ہونے کے باوجود معذوری کی وجہ سے لوگ ان پر توجہ دینے سے گریز کرتے ہیں، مذہبی، سماجی اور سیاسی معاملات میں کمتر سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں، جس کی بناء پر وہ ملک وملت کی ترقی کے لیے اپنا کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ اسلام نے عام آدمی سے زیادہ معذور افراد پر توجہ دی ہے اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا ہے، انہیں مختلف معاملات واحکامات میں رخصت دی ہے، انہیں اپنانے اور خدمت کرنے پر اجر وانعامات کی بشارت دی ہے اور ان کو مذہبی، سماجی وسیاسی معاملات میں نہ صرف حصہ دیا ہے بلکہ قیادت سے بھی نوازا ہے جس پر اسلام کی تاریخ میں کئی امثلہ موجود ہیں۔

سفارشات

1۔ معذور افراد بھی ملک کا سرمایہ ہیں ان پر توجہ اور سہولیات دے کر انہیں معاشرے کا کارآمد فرد بنایا جاسکتا ہے۔

2۔ معذور لوگوں پر ترس کھا کر یا بھیک دینے سے بہتر ہے کہ روزگار کرنے میں ان کی حوصلہ افزائی کر کے ان کو معاشرے کا خود کفیل اور سود مند فرد بنایا جائے۔

3۔ جو معذور دماغی وجسمانی عوارض کی وجہ سے روزی کما نہیں سکتے حکومت اور افراد معاشرہ پر حق ہے کہ ان کو ماہانہ مالی وظیفہ دے کر ان کی مدد کرے تاکہ ان کو ان کے ضروریات زندگی کا حصول آسان ہو سکے۔ اور لوگوں کے سامنے دست دراز کرنے سے بچ سکیں۔

4۔ عوام کو معذور افراد کو اپنانے اور ان کے حقوق کا شعور دیا جائے اوران کی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے انہیں ملک وملت کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کا موقع دیا جائے۔

حوالہ جات

[1] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ عرضہ ومالہ، حدیث: ۲۵۶۴، بیروت: دار احیاء التراث العربی

[2] القرآن، سورۃ الانعام:۳۹

[3] ابو حامد محمد بن محمد غزالی، کیمیائے سعادت، ج ۲، ص ۹۰۱، انتشارات گنجینہ، تہران

[4] مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح المسلم، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی، کتاب الفضائل، باب قرب النبی من الناس وتبرکھم بہ، حدیث:۲۳۲۶، بیروت: دار احیاء التراث العربی

[5] محمد بن اسماعیل بخاری، الصحیح البخاری، تحقیق محمد زہیر بن ناصر، کتاب الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت، حدیث:۴۲۵، بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

[6] المسلم، کتاب القدر، باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ وکتابۃ رزقہ واجلہ وعملہ وشقاوتہ وسعادتہ، حدیث: ۲۶۴۶،

[7] القرآن، سور البقرہ:۱۵۵

[8] محمد بن عیسی الترمذی، سنن ترمذی (الجامع الکبیر)، تحقیق بشار عواد، ابواب الزہد، باب، حدیث:۲۴۰۲، بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۶

[9] ایضاً، حدیث:۲۳۹۹

[10] ایضاً، ابواب الجہاد، باب ماجاء فی الاستفتاح بعصالیک المسلمین، حدیث:۱۷۰۲

[11] بخاری، کتاب الزکوۃ، باب من سأل الناس تکثرا، حدیث:۱۴۷۴

[12] مسلم، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی، کتاب الزکوۃ، باب کراہۃ المسئلۃ للناس، حدیث:۱۰۴۱

[13] محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی، کتاب التجارات، باب بیع المزایدۃ، حدیث:۲۱۹۸، بیروت: دار احیاء التراث العربی

[14] احمد یار خان نعیمی، مراۃ المناجیح، ج ۳، ص ۶۵، گجرات: نعیمی کتب خانہ

[15] علماء مجلس المدینۃ العلمیہ، تربیت اولاد ص ۱۱۵، کراچی: مکتبۃ المدینہ، مئی ۲۰۱۷ء

[16] ابو بکر احمد بن حسین البیہقی، الجامع لشعب الایمان، تحقیق مختار احمد الندوی، باب ان یحبہ الرجل لاخیہ المسلم ما یحب لنفسہ --- الخ، حدیث:۱۰۶۵۷، ریاض: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع

[17] القرآن، سورۃ الحجرات:۱۱

[18] امام احمد بن حنبل، مسند احمد، تحقیق شعیب وعادل مرشد، مسند احمد بن مسعود، حدیث:۳۹۹۱، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۱ھ

[19] محمد بن حبان البستی، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، ترتیب علی بن بلبان، حدیث:۳۳۶۸، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۸ھ

[20] ابو الحسن علی بن محمد الجزری، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، تحقیق الشیخ علی بن محمد وعادل احمد، ج ۴، ص ۲۵۱، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ

[21] ایضاً، ج ۲، ص ۴۶۱

[22] ابن سعد، طبقات الکبری، تحقیق محمد عبد القادر عطا، ج ۳، ص ۴۳۸، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ

[23] عبد الحق دہلوی، مدارج النبوہ، ج ۲، ص ۱۲۴، ہند: مرکز اہلسنت برکات رضا

24 ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی، معرفۃ الصحابہ، تحقیق عادل بن یوسف العزازی، ج ۴، ص ۱۹۸۵، ریاض: دار الوطن للنشر، ۱۴۱۹ھ

25 ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحقیق علی محمد البجاوی،، ج ۳، ص ۱۲۳۶، بیروت: دار الجیل ۱۴۱۲ھ

26 ذہبی، اعلام النبلاء (الحدیث)، ج ۳، ص ۲۱۹، قاہرہ: دار الحدیث قاہرہ، ۱۴۲۷ھ

27 بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ واصحابہ المدینۃ، حدیث: ۳۹۲۵